امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی کتبِ حدیث کا منہج

مجلہ 'محدث' میں ایسے محدثین کے تعارف اور خدمات کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جنہوں نے علم حدیث میں غیر معمولی اور کثیر الجہت خدمات انجام دی ہیں۔ صحاحِ ستہ کے مؤلفین کے علاوہ ایسے محدثین جنہوں نے ایک سے زیادہ کتبِ حدیث تالیف کی ہیں، ان کتب کا اُسلوب اور خصوصیات کیا ہیں؟ اور ان سے کس طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے؟... ان مضامین میں یہ تفصیلات پیش کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ ادارہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے اپنے دین حنیف کی خدمت کا کام لیا اور بعض کو اپنے دین کے لئے خاص کر لیا جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا قرآن وحدیث کو عام کرنا تھا۔ اُنھی چنیدہ افراد میں سے ایک ہمارے ممدوح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا تعارف واُسلوب (منہج) پیش خدمت ہے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے تاریخ اصبہان، جزء فیہ ذکر الامام الطبرانی، سیر اعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ اور المعجم الصغیر وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مکمل نام: ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر **تاریخ پیدائش:** صفر ۲۶۰ھ [2]

جائے پیدائش: آپ شام کے قصبہ عکاء میں پیدا ہوئے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ خود لکھتے ہیں :

حدثنا أحمد بن عبد الله اللحياني العكاوي، بمدينة عكاء سنة خمس وسبعين ومئتين (حدیث نمبر:۸۳۹)

اس سے ثابت ہوا کہ امام طبرانی پندرہ سال کی عمر میں سماعِ حدیث کر چکے تھے کیونکہ امام صاحب کی تاریخ ولادت ۲۶۰ھ ہے۔ ۲۷۵ھ میں آپ کی عمر ۱۵ سال ہوئی، آپ کی کل عمر ۱۰۰ سال تھی۔ نیز اس سے حافظ ذہبی کی بات کی تائید بھی ہوتی ہے کہ آپ عکاء میں پیدا

---

۱ مدیر جامعہ امام احمد بن حنبل اہل حدیث، قصور

۲ تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۶/۲

ہوئے اور عموماً ۱۵ سال تک انسان اپنے شہر کے شیوخ سے ہی علم حاصل کرتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ عکاء بستی نہیں بلکہ شہر ہے۔ عکاء سے طبریہ کی مسافت دو دن میں طے ہوتی تھی، یہ اُردن کے قریب واقع ہے۔ عمر کا اکثر حصّہ آپ یہاں ہی رہے لیکن آخر عمر میں آپ نے اصفہان میں مستقل سکونت اختیار کی۔ یاد رہے کہ امام طبرانی 'طبریہ' کی طرف منسوب ہیں، طبرستان کی طرف نہیں جبکہ مشہور موٴرخ ابن جریر طبری طبرستان سے نسبت رکھتے ہیں۔[1]

اولاد: ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد تھا جس کی کنیت ابوذر تھی اور ایک بیٹی جس کا نام فاطمہ تھا۔[2]

اساتذہ و تلامذہ

آپ نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے اُستفادہ کیا جن میں چند کے نام یہ ہیں: امام نسائی، امام ابوزرعہ دمشقی اور احمد بن معلی وغیرہ ۔ المعجم الصغیر میں تحقیق کے مطابق امام طبرانی نے بغداد کے ۶۲ شیوخ سے فائدہ اٹھایا۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی خاصی طویل ہے، چند کے نام یہ ہیں: ابن عمید، صاحب بن عباد۔ یہ دونوں اپنے دور کے وزیر بھی تھے۔ ان کے علاوہ محمد بن حسین بسطامی، ابن عقدہ، اور محمد بن احمد جارودی وغیرہ۔ ابو العباس احمد بن منصور کہتے ہیں میں نے طبرانی سے تین لاکھ حدیثیں سنی ہیں، اس سے ان کی وسعتِ روایت کا اندازہ ہوتا ہے۔

علمی اَسفار

امام طبرانی ۱۳ برس کے تھے کہ تحصیل علم میں میں مشغول ہوئے، پہلے آپ نے اپنے آبائی وطن طبریہ میں اصحابِ علم و فضل سے استفادہ کیا ۔ ۲۷۴ھ میں بیت المقدس کی طرف سفر کیا اور وہاں کے محدثین سے فائدہ اُٹھایا۔ پھر ۲۷۵ھ میں قیساریہ تشریف لے گئے اس کے بعد اُنھوں نے حمص، جبلہ، مدائن، شام، مکہ، مدینہ، یمن، مصر، بغداد، کوفہ بصرہ، جزیرہ، فارس

---

۱ تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۶/۳

۲ ایضاً

اور اصفہان وغیرہ کی طرف سفر کر کے اپنی علمی پیاس بجھائی۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے رحلاتِ علمیہ کی مختصر داستان اس طرح ہے:

۲۷۳ھ کو سماع حدیث شروع کیا، اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔

۲۷۴ھ کو بیت المقدس کی طرف سفر کیا، اسی سال رملہ گئے اور واپس عکا آئے۔

۲۷۵ھ میں عکا میں سماع حدیث کیا۔

۲۷۷ھ میں طبریہ میں ٹھہرے۔

۲۷۸ھ میں مدائن کی طرف متوجہ ہوئے اور حمص، حلب، طرطوس، سنجار، مِصّیصہ پہنچے۔

۲۷۹ھ میں جَبلہ پہنچے اور اسی سال دمشق گئے۔

۲۸۰ھ میں آپ مصر گئے۔

۲۸۲ھ میں آپ نے سمندری سفر کیا اور یمن کے علاقے شبام پہنچے۔

۲۸۳ھ کو آپ نے حج کیا، مکہ اور مدینہ کے محدثین سے فائدہ اٹھایا۔

۲۸۴ھ کو آپ یمن کے علاقے صنعاء پہنچے۔

۲۸۵ھ کو آپ مصر پہنچے، ۲۸۷ھ میں بغداد آئے، ۲۸۸ھ تک وہاں کے محدثین سے علم حاصل کیا۔

آپ کی عمر ۳۳ سال ہو گئی اور ۲۹۰ھ کو آپ اصفہان پہنچے۔ پھر فارس کا سفر کیا۔

۳۱۰ھ یا ۳۱۱ کو پھر آپ واپس اصفہان آئے اور اسی کو اپنا مسکن بنا لیا اور ۳۶۰ھ یعنی وفات تک یہاں ٹھہرے۔

المعجم الصغیر سے امام طبرانی کے علمی سفر پر روشنی پڑتی ہے، جس میں ان شہروں میں ان کے اساتذہ کے ناموں کا بھی علم ہوتا ہے۔ اس کے لیے ان احادیث کی اسناد کا ترتیب وار مطالعہ کریں۔ ۵، ۲۰۹، ۹۸، ۶۵۹، ۱۸، ۷، ۱۱۰۱، ۱۰، ۸، ۲، ۴، ۱، ۹۷۵، ۶۸۰، ۹۵۲، ۲۱۳، ۶۵۲، ۲۲۲، ۱۱۰۰، ۲۱۶، ۱۰۱، ۲۱۱، ۱۰۱۴، ۷۶۳، ۶۱، ۶۵۵، ۲۴۵، ۶۹۷، ۹۱۱

---

۱ تذکرۃ الحفاظ: ۳/۱۲۷

محدثین کے ہاں مقام و مرتبہ

امام موصوف اپنے دور کے عظیم محدثین کی آنکھوں کا تارہ تھے۔ معاصرین اور متاخرین ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ چند ایک کی گواہیاں پیش خدمت ہیں:

ابراہیم بن محمد بن حمزہ نے کہا: میں نے ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ وہ: ضبط وثقاہت اور صدق وامانت کے ساتھ بڑے عظیم رتبہ پر فائز اور عالی شان محدث تھے۔ اور ذہبی نے ہی انھیں الامام العلامہ، اور مسند الدنیا کہا ہے۔ ابن عماد نے انھیں مسند العصر کہا۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی کی نظر میں

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

هو الإمام الحافظ الثقة الرحال الجوال محدث الإسلام علم المعمرين[2]

حافظ ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کے محدثین سے سولہ سال میں علم حاصل کیا، جبکہ راقم نے جب تتبع کیا تو المعجم الصغیر سے جو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف محدثین سے روایت بیان کرتے وقت خود تاریخیں لکھی ہیں ان میں سے آخری تاریخ ۲۹۵ھ ہے۔ آپ نے اصفہان میں اپنے شیخ محمد بن اسد اصبہانی سے روایت کیا۔[3] اور حافظ ذہبی کے مطابق انھوں نے سماعِ حدیث کی ابتدا ۲۷۳ھ کو کی اور باقاعدہ سفر ۲۷۵ھ کو شروع کیا، حالانکہ ۲۷۴ھ کو انھوں نے بیت المقدس میں سماع حدیث کیا۔[4] اگر ۲۷۵ سے ابتدا اور ۲۹۵ھ کو رحلۃ علمیہ کا اختتام لیں تو بیس سال بنتے ہیں نہ کہ سولہ۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ انھوں نے ۲۷۴ھ میں بیت المقدس کے اساتذہ/شیوخ سے احادیث لی تھیں جو تین شیوخ ہیں: احمد بن مسعود الخیاط[5]، احمد بن عبید بن اسماعیل الفریابی[1]، عبد اللہ بن محمد بن مسلم الفریابی[2]

۱ تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۱۲۶ تا ۱۳۰؛ لسان المیزان: ۳/ ۷۳

۲ سیر اعلام النبلاء: ج ۱۶/ ص ۱۱۹

۳ المعجم الصغیر: رقم الحدیث ۹۱۱

۴ المعجم الصغیر: ۵

۵ المعجم الصغیر: ۵

امام ابن مندہ اور حافظ ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام طبرانی نے اپنا وطن اصفہان کو بنایا اور ساٹھ سال وہاں ٹھہرے۔[۳] واللہ اعلم۔ آپ ۲۹۰ھ میں پہلی دفعہ اصفہان آئے، پھر فارس کا سفر کیا، پھر ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ کو دوبارہ اصفہان آئے۔[۴] امام ابن مندہ کی تحقیق کے مطابق امام طبرانی ایک دفعہ اصفہان آئے تھے، پھر چلے گئے اور چودہ سال بعد پھر اصفہان آئے۔[۵]

امام ابن مندہ نے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مستند حالات پر ایک رسالہ لکھا جس میں لکھتے ہیں کہ

> "اللہ تعالیٰ نے اہل اصفہان پر فضل اور احسان کیا کہ ان میں امام طبرانی جیسے عظیم محدث کو رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔"[۶]

تصنیفات

المعجم الْكَبِير (۲۰۰ جلدیں)	الْمُعْجم الْأَوْسَط (۲۴ جلدیں)
الْمُعْجم الصَّغِير (۷ جلدیں)	مُسْند الْعَشْرَة (۳۰ جلدیں)
مُسْند الشاميين (۱۰ جلد)	كتاب النَّوَادِر (۱۰ جلدیں)
كتاب معرفة الصَّحَابَة	الْفَوَائِد (۱۰ جلدیں)
مُسْند أبي هُرَيْرَة رضی اللہ عنہ	مُسْند عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا
مُسْند أبي ذَر الْغِفَارِيّ (۲ جلدیں)	كتاب التَّفْسِير
كتاب مسانيد تَفْسِير بكر بن سهل	كتاب دَلَائِل النُّبُوَّة (۱۰ جلدیں)
كتاب الدُّعَاء (۱۰ جلدیں)	كتاب السّنة (۱۰ جلدیں)
كتاب الطوالات (۳ جلدیں)	كتاب الْعلم
كتاب وَصِيَّة النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم	وَصِيَّة النَّبِي لأبي هُرَيْرَة

۱ المعجم الصغیر: ۹۹
۲ المعجم الصغیر: ۶۰۰
۳ سیر اعلام النبلا: ج ۱۶/ ص ۳
۴ سیر اعلام النبلا: ج ۱۶/ ص ۳
۵ جزء فیہ ذکر الامام الطبرانی: ص ۲
۶ جزء فیہ ذکر الامام الطبرانی: ص ۱

كتاب ذكر الْخلَافَة لأبي بكر وَعمر　　كتاب جامع صِفَات النَّبي ﷺ
كتاب فَضَائِل الْعَرَب وَعُثْمَان وَعلي　　مقتل الْحُسَيْن بن عَليّ رضی اللہ عنہ
كتاب نسب النَّبِي ﷺ وَصفَة الْخُلَفَاء　　كتاب انسابهم واسمائهم وَكُنَاهُمْ

امام طبرانی کی تصانیف سو سے زائد ہیں جن میں فضائل، مسانید اور فقہی موضوعات پر احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ امام صاحب اپنی زندگی میں مرجع خلائق تھے اور وفات کے بعد ان کی کتب مرجع ثابت ہوئیں۔ امام طبرانی کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد سے لے کر اب تک جو بھی کام حدیث اور علوم حدیث پر ہو رہے ہیں کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں امام الدنیا امام طبرانی کا ذکر خیر نہ ہو۔ آپ جو کتبِ حدیث، کتبِ رجال، کتبِ علل، کتبِ علوم حدیث، کتبِ تخریج، کتب شروح حدیث اور کتبِ تفسیر اٹھائیں، سب میں امام طبرانی کا ذکر ضرور ملتا ہے۔

وفات کا سبب

آپ بڑے غیرت مند انسان تھے، دین پر کسی سے کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے بلکہ دوٹوک انداز میں قرآن وحدیث کی ترجمانی کرتے تھے۔ یہی دینی حمیت بعض فرقِ باطلہ کو اچھی نہ لگی اور انھوں نے آپ پر جادو کروادیا جس سے آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور آپ نے بروز شنبہ ۲۸ ذوالحجہ ۳۶۰ھ کو سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپکی نمازِ جنازہ امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور صحابیِ رسول حممہ بن حممہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔[1]

امام طبرانی ۳۶۰ھ بروز ہفتہ فوت ہوئے اور اتوار کو 'جی' شہر کے دروازے المعروف بتیرہ دفن ہوئے۔[2]

امام طبرانی کی تالیفاتِ حدیث اور ان کا اُسلوب

محدثین کی اصطلاح میں مُعجَم ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں شیوخ کی ترتیب پر حدیثیں درج کی گئی ہیں۔

المعجم الكبير: اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر ان کی مرویات شامل کی گئی ہیں۔ اور

۱　تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۱۳۰؛ سیر اعلام النبلاء: ۱۶/ ۱۱۹ تا ۱۳۰

۲　تاریخ اصبہان: ص ۱۷۰

اس میں مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (م ۵۷ھ) جن کی مرویات کی تعداد ۵۳۶۴ ہے، اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ کتاب ۱۲ جلدوں میں ہے اور اس میں ۶۰ ہزار احادیث جمع کی گئی ہیں۔

المعجم الأوسط: اس کتاب کو بھی امام طبرانیؒ نے شیوخ کے ناموں پر مرتب کیا ہے، اس کی ترتیب و تالیف میں امام صاحب نے بڑی کاوش اور محنت کی۔ آپ کو یہ کتاب بہت عزیز تھی، اس کتاب سے امام صاحب کی حدیث میں فضیلت و کمال اور احادیث سے کثرتِ واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب ۶ ضخیم جلدوں میں ہے۔

یہ معجم شیوخ کے اعتبار سے ہے۔ ہر شیخ سے امام طبرانی عجیب و غریب روایات لائے ہیں۔ یہ دار قطنی کی 'الافراد' کی مثل ہے، امام طبرانی اس کتاب کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اس میں میری روح ہے، یعنی یہ کتاب انھیں بہت ہی پسند تھی۔

یہ کتاب گم شدہ کتب میں سے تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا مکمل قلمی نسخہ ترکی سے میسر فرمادیا۔ اس عظیم کتاب کو منظر عام پر لانے کا کریڈٹ اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت کے بعد سید صبحی بدری سامرائی کو جاتا ہے، جزاہ اللہ خیراً۔ اس کی سب سے پہلے تحقیق ڈاکٹر محمود طحان نے تحقیق کی اور تین جلدیں شائع کیں اور باقی کا وعدہ کیا۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، باقی اجزا کی وہ تحقیق نہ کر سکے اور جن تین اجزا کی تحقیق کی تھی، اس کو بھی محققین اور اہل علم نے زیادہ پسند نہ کیا کیونکہ اس میں بہت زیادہ تحریف، تصحیف اور سقط رہ گیا تھا حالانکہ اس طرح کی کمزوریوں سے کتاب کو منزہ ہونا چاہئے اور ہر صاحب علم جانتا ہے کہ ان مذکورہ خامیوں کا کتاب کے نقائص میں کتنا عمل دخل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے محدث العصر ابو اسحٰق الحوینی حفظہ اللہ کو کہ انھوں نے فضیلۃ الشیخ محقق طارق بن عوض اللہ مصری حفظہ اللہ کو توجہ دلائی کہ آپ المعجم الاوسط پر کام کریں، پھر طارق بن عوض اللہ کی نگرانی میں ایک ٹیم نے اس کتاب پر محنت کی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے حصول میں مسلسل بیس سال محنت کی اور علم کی شاہراہ پر چل کر غرائب، افراد اور فوائد جمع کئے۔ المعجم الاوسط کا مقام و مرتبہ بجا ہے۔ شیخ ابو اسحٰق الحوینی حفظہ اللہ نے اس پر کچھ تعاقب عوذ الجاني بتسديد الأوهام الواقعة في أوسط الطبراني کے نام سے کیا ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

منہج کتاب: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان فوائد پر مشتمل یہ کتاب ہے، اس میں انھوں نے

اپنے مشائخ کی وہ تمام مرویات جمع کر دی ہیں جو خود سنی ہیں۔ شیوخ کی ترتیب حروف تہجی والی قائم کی ہے۔اس کتاب میں درج ذیل منہج اختیار کیا گیا ہے:

① امام طبرانی اپنی اس کتاب میں عجیب وغریب معلومات لکھتے ہیں جیسا کہ

- ایک راوی کے بارے میں ابو مروان عثمانی کہتے ہیں کہ جب میں نے ان سے حدیث سنی اس وقت ان کی عمر ایک سو بارہ سال تھی۔ (حدیث نمبر:۱۰۳۶)
- ابو عمرو زیاد بن طارق کے متعلق لکھا ہے کہ جب اُن سے عبید اللہ بن رماحس نے بیان کیا تو اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔(حدیث نمبر:۴۶۳۰)
- کثیر النواء اپنے شیخ ابو مریم انصاری کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب میں نے ان سے حدیث بیان کی تو اس وقت ان کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔ (حدیث نمبر:۵۰۸۱)

② امام طبرانی راوی کی نسبت کی وجہ تسمیہ بھی لکھتے ہیں۔مثلاً ایک راوی ابو مالک الصفی ہیں ۔ان کو الصفی کہنے کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ ابو بکر بن صدقہ نے کہا کہ اُنھوں نے بصرہ مسجد میں پچاس سال تک پہلی صف میں نماز کی پابندی کی۔(حدیث:۱۳۷۴)

③ اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کسی شیخ کی احادیث کو شروع کرتے ہیں تو اس کا مفصل نام لکھتے ہیں، پھر اس کے نام، والد اور نسبت کو بیان کرتے ہیں۔(حدیث:۳)، اور بعض دفعہ صرف شیخ کے نام پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ (حدیث:۳۱)

مثلاً پہلی روایت اس طرح ذکر کرتے ہیں:

حدثنا أحمد بن عبد الوهاب بن نجده الحوطي

بعد میں صرف احمد بن عبد الوہاب پر اکتفا کرتے ہیں اور کبھی صرف احمد کو کافی سمجھتے ہیں۔

المعجم الصغیر اور اس کا اُسلوب

اس کی ترتیب بھی شیوخ کے ناموں پر ہے اور اس میں ایک ہزار سے زیادہ شیوخ کی ایک ایک حدیث جمع کی ہے۔ یہ ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی۔

① امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ہر روایت کے آخر میں تفرد کی وضاحت ضرور کرتے ہیں مثلاً تفرد به معلی بن عبدالرحمٰن اور تمام احادیث کے آخر میں اسطرح کی وضاحتیں موجود ہیں۔

تاہم بعض احادیث کے آخر میں تفرد کی وضاحت نہیں، مثلاً دیکھئے حدیث:۱۴۴، ۱۲، ۱۷

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس انداز پر محدث العصر ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے تنقید کی ہے اور اپنی ۱۹ جلدوں کی لاجواب کتاب " تنبیه الهاجد إلى ما وقع من النظر في كتب إلا ماجد" میں اس کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور تفرد کے وہم کو زائل کرتے ہوئے مزید اس کے توابع لکھے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قاری شیخ الحوینی حفظہ اللہ کی سندِ حدیث پر دقت نظر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ واضح رہے کہ بعض عرب علما شیخ الحوینی حفظہ اللہ کے اس نقطہ نظر سے کلی اتفاق نہیں کرتے۔

② امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بعض احادیث پر صحت و ضعف کے لحاظ سے حکم لگاتے ہیں، مثلاً ایک حدیث کی دو سندیں بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وهما صحيحان" (بعد حدیث:۱۷۵)

③ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی کنیت سے معروف راویوں کے اصل نام بھی لکھتے ہیں بلکہ بسا اوقات اس کے اصل نام کے ثبوت کے لئے اس کو باسند پیش کرتے ہیں مثلاً مشہور صحابی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے اصل نام کی وضاحت کے لئے سند لکھتے ہیں:

حدثنا أبو زرعة عبد الرحمٰن بن عمرو الدمشقي، حدثنا حيوة بن شريح، قال سمعت بقية بن الوليد، يقول اسم أبي ثعلبة الخشني: لاشومة بن جرثومة. (بعد حدیث:۱۷۰)

④ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیوخ کا مکمل نام لکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ محقق اور قاری کسی وہم میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس سے بھی امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جس بھی شیخ سے حدیث لیتے، اس کا مکمل نام تفصیل کے ساتھ ضرور لکھتے، لکھنے کے بعد اس کو محفوظ رکھتے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن عبد الرحيم بن بحير بن عبد الله بن معاوية بن بحير بن ريشان الحميرى (حدیث:۹۷۳)

⑤ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات اپنے شیخ سے جس شہر میں روایت سنتے ہیں، اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں مثلاً لکھتے ہیں: حدثنا يحيٰى بن محمد الجباني البصرى، ببغداد (حدیث:۱۷۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں: حدثنا إبراهيم بن موسى النورى، ببغداد (حدیث:۳۴۰)

⑥ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات یہ بھی بتاتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے شیخ سے کس سال سنی۔ اس سے امام طبرانی کے حالاتِ زندگی کی وضاحت ہوتی ہے کہ کس سال وہ کہاں تھے؟ بعض اوقات اس سے بڑی اہم باتوں کا علم ہوتا۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

حدثنا أحمد بن عبد الله اللحياني العكاوي، بمدينة عكاء سنة خمس وسبعين ومئتين (حدیث:۸۳۹)

اس سے پتہ چلتاہے کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سال کی عمر میں سماع حدیث کر چکے تھے اور کتابت حدیث میں آپ کے اہتمام واحتیاط کا بھی پتہ چلتاہے۔ یہ بھی علم ہوتا ہے کہ آپ عکاء میں پیدا ہوئے۔ اور عکاء بستی کے بجائے ایک شہر کا نام ہے۔

⑦ امام صاحب روایت حدیث کے بعد في كتابه کی وضاحت بھی کرتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ شیخ نے اس حدیث کو اپنی کتاب سے بیان کیا تھا۔ مثلاً لکھتے ہیں :

حدثنا إبراهيم بن إسحق الحربي في كتابه (حدیث:۹۲۰)

⑧ امام رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات مختلف فیہ مسائل میں بھی اپنے رائے کا اظہار کرتے ہیں مثلاً ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبدِ مناف، اے بنی عبد مطلب! اگر تم اس معاملہ کے ذمہ دار بنو تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کسی بھی شخص کو رات اور دن کے کسی بھی حصے میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرنا۔ امام طبرانی اس حدیث میں بیان کئے گئے فقہی مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

يعني الركعتين بعد الطواف السبع أن يصلى بعد صلاة الصبح قبل طلوع الشمس وبعد صلاة العصر قبل غروب الشمس وفي كل النهار. (حدیث:۱۸۴)

"آپ ﷺ کی مراد سات چکر طواف کے بعد کی دو رکعتوں سے ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد غروب سے پہلے اور اسی طرح دن کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔"

⑨ بعض دفعہ شبہات کا بھی ازالہ کرتے ہیں ،ایک حدیث کے بعد لوگوں کا شبہ ذکر کرتے ہیں کہ "ہم لوگ دعائیں کرتے ہیں مگر وہ قبول نہیں ہوتیں۔" پھر اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: گویا یہ اعتراض اللہ تعالیٰ پر ہے کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے اور یقیناً اس کی

بات برحق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[1]

نیز فرمایا: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾[2]

"اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انھیں بتادو کہ میں ان کے نزدیک ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔"

پھر اس شبہ کے جواب میں ایک حدیث بھی لے کر آئے ہیں۔[3]

⑩ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بعض احادیث کو اپنی دیگر کتب مثلاً المعجم الکبیر یا المعجم الاوسط سے بیان کر دیتے ہیں مثلاً دیکھئے المعجم الکبیر کی احادیث

(الکبیر: ج۲۳/ ص ۴۳۳، الصغیر: ۵۹۳) (الکبیر: ج۲۳/ ص ۳۹۳، الصغیر: ۵۷۳)

(الکبیر: ج۲۵ / ص ۱۰۲، الصغیر: ۴۹۸) (المعجم الاوسط: ۱۳۴۲، الصغیر: ۷۵۵)

معاجم ثلاثہ کے اُسلوب کا موازنہ

المعجم الکبیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب سے ان سے مروی احادیث جمع کی ہیں لیکن اس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند نہیں ہے، کیونکہ وہ ان کی الگ مسند لکھنا چاہتے تھے۔ اسی طرح بکثرت روایت کرنے والے صحابہ کی تمام روایات کا احاطہ نہیں کیا۔ صحابی کی روایات ذکر کرنے سے پہلے اس کے حالات باسند ذکر کئے ہیں۔ سیرتِ صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند / باسند کتاب المعجم الکبیر سے الگ کی جاسکتی ہے۔ پھر ان سے مروی احادیث بیان کی ہیں۔

جبکہ المعجم الاوسط میں شیوخ سے جتنی بھی مرویات ملیں، وہ تمام بیان کر دی گئی ہیں۔

المعجم الصغیر میں صرف ایک شیخ سے ایک ہی حدیث بیان کی ہے، دیکھیں (سیر اعلام النبلاء)

المعجم الاوسط میں اور المعجم الصغیر میں بعض رواۃ پر حکم بھی لگایا ہے لیکن المعجم الکبیر میں کسی راوی پر حکم نہیں لگایا۔

المعجم الکبیر میں تفرّد کا ذکر نہیں کیا جبکہ الصغیر اور الاوسط دونوں میں تفرد کا ذکر کیا ہے۔

تینوں معاجم میں کچھ باتیں مشترک ہیں مثلاً

---

۱ سورۃ المومن: ۶۰

۲ سورۃ البقرۃ: ۱۸۶

۳ المعجم الصغیر: ص ۲۱۶

ہر بات باسند پیش کی ہے جبکہ مرفوع، موقوف اور مقطوع تینوں طرح کی روایات بیان کی ہیں اور ان میں صحیح بھی ہیں اور ضعیف بھی۔

امام طبرانی کی دیگر کتب کا مختصر تعارف

مسند الشامیین: اس کتاب میں صرف ان صحابہ سے روایات بیان کی ہیں جو شام میں مقیم تھے اور شام کے بعض راویوں کے جرح تعدیل کے لحاظ سے حالات بھی باسند بیان ہوئے ہیں۔

مسند الشامیین سے محدثین نے رواۃ کے حالات بھی بیان کیے ہیں مثلاً الإکمال از محمد حسنی میں کافی جگہوں پر مسند الشامیین کے حوالے سے جرح و تعدیل اور راویوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً الاکمال: ۱۰۸۵، ۱۱۱۸

طرقِ حدیث من كذب علي: اس میں ۶۳ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک ہی روایت «من كذب علي متعمدًا» کو مختلف ۷۸ اسندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

کتاب الاوائل: اس کتاب میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن میں ہر معاملہ میں اولین کا ذکر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا وغیرہ

الاحادیث الطوال: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان ۶۲ احادیث کو جمع کیا ہے جو متن کے لحاظ سے مفصل اور لمبی ہیں۔

امام طبرانی کا راویوں پر جرح و تعدیل کے اعتبار سے حکم لگانا

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات اپنی کتب میں بعض راویوں پر حکم بھی لگاتے ہیں۔ اور اسے کبھی خود اور کبھی کسی معتبر محدث سے باسند نقل کرتے ہیں۔ مثلاً

ابراہیم بن ابی عبلہ	ثقہ	(مسند الشامیین: ۷)
ثور بن یزید کلاعی	ثقہ	(مسند الشامیین: ۵۰۰)
شعیب بن ابی حمزہ	ثقہ ثبت	(مسند الشامیین: ۲۹۲۹)
داود بن ابی القصاف	شیخ ثقہ	(الاوسط: ۳۵۰۴)
سیف بن عبید اللہ	کان ثقہ	(الاوسط: ۱۶۹۳)
عبد اللہ بن عبد اللہ ہدادی	ثقہ	(الاوسط: ۷۵۴۴)
عبد السلام بن ہاشم	ما اعلم الا خیراً	(الاوسط: ۸۱۶۳)